عرفی مشتاب ایں رہ نعت است نہ صحراست

آہستہ کہ رہ بر دم تیغ است قدم را

سرور کائنات فخر موجودات حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی نعت امت مسلمہ کا ایک ایسا امتیاز ہے جس میں دنیا کی کوئی قوم اس کی شریک نہیں۔ ہر زمان اور ہر زبان میں نعتیہ شاعری کے گہر پارے امت کی کلاہِ افتخار میں چمکتے موتیوں کی طرح سجے رہے ہیں۔ اصغر حسین خان نظیر لدھیانوی (متوفی ۲۷ر فروری، ۱۹۸۹ء) ایک کہنہ مشق اور بزرگ سخن ور تھے۔ انہوں نے اپنی عمر عزیز میں ادب وتنقید پر کم وبیش پچیس (۲۵) کتابیں تصنیف / تالیف کیں جن کی اشاعت کا سلسلہ ۱۹۲۵ء میں اردو مرکز لاہور سے شروع ہو کر ان کی وفات تک جاری رہا۔ مختلف رسائل واخبارات میں ان کے مضامین نصف صدی سے زیادہ عرصے تک شائع ہوتے رہے۔ ان کی شاعری کو حکیم الامت علامہ اقبال کی سند اور مولانا ظفر علی خان ایسے اساتذہ کی داد حاصل رہی، ان کا پہلا شعری مجموعہ ۱۹۰۴ء میں شائع ہوا۔ آخری عمر میں نعتوں کا ایک مجموعہ شائع ہوا اور ایک نعتیہ مجموعے کا مسودہ وقت وفات ان کے کاغذات میں غیر مطبوعہ موجود تھا۔ انہوں نے حضور علیہ الصلوۃ والتسلیم کی صبح وشام کی دعاؤں کے منظوم تراجم بھی کیے جو ''منظوم دعائیں'' کے نام سے مقبول ہوئے۔

نظیر صاحب مرحوم نے زندگی کے آخری دنوں میں زندگی کے نئے مسافروں کے لیے حضور نبی کریمؐ کی حیات مبارکہ کے واقعات کو نہایت سادہ اور بیانیہ انداز میں نظم کیا تھا، چونکہ احقر کے ساتھ خصوصی شفقت کا معاملہ تھا اس لیے ازرہ کرم یہ غیر مطبوعہ نظم انہوں نے مجھے عنایت کر دی تھی میں نے اسے برسوں حرز جاں بنا کر رکھا۔ خیال تھا کہ مناسب ناشر مل جانے پر اسے ایک کتابچے کی صورت میں شائع کر دیا جائے گا۔ محترمہ ڈاکٹر جمیلہ شوکت صاحبہ نے ''الاضواء'' کے سیرت نمبر کے لیے کسی نعتیہ تخلیق کا مطالبہ کیا تو مجھے اس نادر نظم کا خیال آیا سو اب یہ نظم خواندگان کرام کی نذر ہے۔

ڈاکٹر زاہد منیر عامر

(شعبہ اردو، پنجاب یونیورسٹی، لاہور)

سب سے بڑا انسان

اصغر حسنین خاں نظیر لودھیانوی

جو اک شہر مکہ ہے ملک عرب میں
جہاں لوگ برتر ہیں نام ونسب میں
وہاں ایک پیدا ہوا نیک بچہ
تھی ماں آمنہ باپ عبداللہ اس کا
یہ تھا پیٹ ہی میں ابھی اپنی ماں کے
ہوا باپ رخصت ریاض جہاں سے
یتیمی ہوئی روزِ اول سے ساتھی
غنیمت تھی اس کے لیے گود ماں کی

محمد اور احمد رکھا نام ان کا
الٰہی درود و سلام ان پہ صدہا

عرب کے رئیسوں میں تھی یہ روایت
بناتے توجہ سے بچے کی صحت
انہیں بھیج دیتے تھے دیہات میں وہ
پلیں تا کہ فطرت کے باغات میں وہ
انہیں دائیاں لا کے گاؤں میں برسوں
کیا کرتی یوں پرورش جیسے ماں ہوں
کبھی دودھ اپنا پلاتی تھیں ان کو
کبھی میٹھی لوری سناتی تھی ان کو
ملے دائیوں کو کئی ماہ سیما
محمد کو پا کر ہوئی خوش حلیمہ

لگی پرورش کرنے گاؤں میں ان کی
جہاں صاف ستھری کشادہ فضا تھی

حلیمہ کی تھی اک جواں سال لڑکی
چراگہ میں جو بکریاں تھی چراتی
محمد بھی دینے لگے ساتھ اس کا
بٹانے لگے کام میں ہاتھ اس کا
کوئی بکری گر بھاگ جاتی تھی ڈر کے
تو یہ گھیر کر اس کو ریوڑ میں لاتے
یہ ریوڑ کے پیچھے کبھی بھاگتے تھے
یہی کھیل تھے اور یہی مشغلے تھے
پسندیدہ عادات اخلاق اچھا
یونہی وقت گاؤں میں اپنا گذارا

قدم پانچویں سال میں جوں ہی رکھا
تو واپس انہیں لے کے آئی حلیمہ

ہوئے ماں کی شفقت سے وہ بہرہ ور پھر
کھلے انس و اخلاص کے ان پہ در پھر

تھی چھ سال کی عمر ماں مرگئی جب
یتیمی میں اور اک یتیمی ہوئی اب

ہٹا ان کے سر پر سے جب ماں کا سایا
تو کرنے لگے پرورش ان کے دادا

میسر ہوئی دو برس ہی یہ راحت
ہوئے دارِ فانی سے دادا بھی رخصت

یہ سایہ بھی جب اٹھ گیا ان کے سر سے
چچا سرپرستی لگے ان کی کرنے

چچا جان کے گھر تھیں کچھ بکریاں بھی
چرانے لگے ان کو یہ بن کے راعی

بہت نیک دل اور خوش خلق تھے یہ
رہے کرتے نفرت سدا جھوٹ سے یہ

بڑوں کا ادب اور چھوٹوں سے الفت
رہی چھٹپنے میں یہی ان کی عادت

کبھی ہم سِنوں سے یہ لڑتے نہیں تھے
کبھی دوسروں سے جھگڑتے نہیں تھے

سدا پیاری باتیں سدا قول سچے
کسی ڈر سے رکتے نہ سچ بولنے سے

ضعیفوں، مریضوں کو دیتے مدد یہ
کبھی دل میں رکھتے کسی سے نہ کد یہ

کیا کرتے ہر بات یہ مسکرا کر
نہ محنت مشقت سے گھبراتے دم بھر

جو وعدہ کیا تو کیا اس کو پورا
پھریں قول سے اپنے ممکن نہیں تھا

بہت ان سے اخلاص ہر شخص کو تھا
صفت ان کی کرتا تھا جو ان سے ملتا

تجارت

چچا ان کے مشہور تجار بھی تھے
ہوئی رغبت ان کو بھی سوداگری سے

جواں جب ہوئے یہ بفضلِ تعالیٰ
تجارت کے میدان میں گام رکھا
تجارت کو درکار سرمایہ بھی ہے
یہاں فقر تھا اور ناپید ہر شے
میسر نہیں تھا انہیں مال و دولت
شراکت سے کرنے لگے یہ تجارت
لگے کام ایمانداری سے کرنے
لگے لوگ منڈی میں دم ان کا بھرنے
دیانت فزوں تھی منافع تھا کمتر
تجارت تھی گویا عبادت سراسر
بہت نام آور تھے اخلاق میں یہ
صداقت میں تھے فردِ آفاق یہ یہ

ہوئے ان سے خوش اتنے اہلِ وطن اب
امین اور صادق تھے کہتے انہیں اب

تھے جتنے قریش ان کے اہلِ قبیلہ
عمل عیش ان کا ہنر طیش ان کا
عرب میں تھی یہ قوم سرکش نہایت
بہت تھی اسے جنگ جوئی سے رغبت
شرابی جواری بتوں کے فدائی
عمل ان کے خونریزی جنگ آزمائی
وہ تھے ایسے سفاک جیسے درندہ
کہ خود بیٹیاں گاڑ دیتے تھے زندہ

محمدؐ کو نفرت ان اعمال سے تھی
غرض تھی تو اصلاحِ احوال سے تھی

انہیں لطف ملتا تھا یادِ خدا میں
عبادت کیا کرتے غارِ حرا میں
وہ تھے غار میں ایک دن جلوہ آرا
تو انسان کی صورت میں آیا فرشتہ
ادب سے فرشتے نے دی یہ بشارت
عطا آپ کو کی ہے حق نے رسالت

کہ دیں آپ لوگوں کو پیغام حق کا
بتائیں انہیں دینِ برحق کا رستہ

تبلیغِ دین

ہوئی دیں کی تبلیغ کی ابتدا یوں
ہوا فرض پیغمبری کا ادا یوں

کیا قوم کو جمع اور یہ بتایا
کہ اللہ ہے ایک اور بے مثل و یکتا

مبرا ہے شرکت سے ذاتِ الٰہی
مہ و مہر دیتے ہیں اس کی گواہی

احد ہے شریک اس کا کوئی نہیں ہے
وہی خالق اور مالک عالمین ہے

یہ ساغر یہ مینا یہ مستی عبث ہے
یہ تثلیث یہ بت پرستی عبث ہے

قیامت کے دن کا بھی مالک وہی ہے
وہی ایک باقی ہے فانی ہے ہر شے

یہ بت بے تواں ہیں، قوی کبریا ہے
ہیں فانی یہ بت غیر فانی خدا ہے

یہ سن کر وہ ان کو ستانے لگے سب
مذاق ان کا مل کر اڑانے لگے سب

نماز ان کو پڑھنے نہ دیتے تھے کافر
تھے ہر وقت تکلیف دینے کو حاضر

بچھا دیتے کانٹے کبھی راہ میں وہ
مخل تھے کبھی ذکر اللہ میں وہ

کبھی کہتے لوگوں سے دیوانہ ہیں یہ
خرد اور فراست سے بیگانہ ہیں یہ

فسوں گر ہیں یہ ان کی باتیں نہ سننا
چھڑا دیں گے تم سے ابھی دینِ آبا

چچا سے شکایت

چچا سے کہا جا کے پھر مفسدوں نے
کہ تیرے بھتیجے کو کد ہے بتوں سے

جو اصنام اقوام کے دیوتا ہیں
انہیں یہ برا کہہ رہے بر ملا ہیں

امیں اور صادق جو کہتے رہے ہیں
وہ سب لوگ ان کے عدو بن گئے ہیں

محبت سے رافت سے یا جور ہی سے
منع کیجیے ان کو ہر طور ہی سے

نہ مانیں تو ان کی مدد چھوڑ دیں
درست ان کو تامل کے ہم سب کر

چچا نے سن کر انہیں کی نصیحت — کہ بیٹا نہ دو قوم کو تم اذیت
چچا کی نہ کوشش ہوئی بار آور — کہا یہ انہوں نے کریں آپ باور
یہ ہاتھوں پہ رکھ دیں اگر مہر و مہ بھی — نہ چھوڑوں گا میں راہ صدق و صفا کی
چلوں گا بدستور اسی راہ پر میں — رکھوں گا یقیں یوں ہی اللہ پر میں

دبے دھمکیوں سے نہ تکلیف سے یہ
پسیجے نہ تحریص و تعریف سے یہ

بائیکاٹ

بہم مل کے سب نے کیا مشورہ تب — کریں قطع ان سے ہر اک رابطہ اب
نہ رکھے ملاپ ان کے کنبے سے کوئی — کریں ان پر ہر طرح جور و تعدّی
ہر اک شخص نے میل جول ان سے چھوڑا — محبت اور الفت کے رشتوں کو توڑا

ہوا بائیکاٹ ان کا ہر سمت سے جب
تو گھاٹی میں جا کر بسے ہاشمی سب

بنی شعب بوان اب مرکزِ دین — کہ ہیں جاگزیں اس میں مردانِ حق بیں
کوئی شے نہ جب کھانے پینے کی پاتے — تو پیش آتے شام و سحر ان کو فاقے
گذارا کیا پتوں اور گھاس ہی پر — ہٹے اپنے مسلک سے لیکن نہ دم بھر
تڑپتے تھے فاقوں سے جب ان کے بچے — تو خوش ہو کے اہلِ جفا ناچتے تھے
کوئی لین دین ان سے کرتا نہیں تھا — کوئی اس طرف سے گذرتا نہیں تھا
وہاں جب کوئی پاس ان کے نہ آتا — سماں خوف و دہشت کا ہر سمت چھاتا

یونہی تین سال ان کے گھاٹی میں گزرے
رہے پر اسی طور محکم ارادے

طائف کا سفر

نبیؐ بہرِ تبلیغ طائف جب پہنچے
سنی بات کوئی نہ ان کی کسی نے
شریروں نے بوچھاڑ کی پتھروں کی
پیغمبر ہوئے جن کی ضربوں سے زخمی
مگر آپ نے پھر بھی ہمت نہ ہاری
رکھا کام اپنا بدستور جاری
بہت ان پہ اہلِ ستم نے جفا کی
ہوئی بارور پر نہ تدبیر کوئی
وہ جب تھک گئے کر کے ناکام کوشش
تو کی پھر انہیں قتل کرنے کی سازش

ہجرت

بہت دور مکے سے ہے ایک قریہ
کہا کرتے یثرب جسے اہلِ دنیا
اسی شہر کو کہتے ہیں اب مدینہ
جو ہے دانش و معرفت کا سفینہ
وطن تھا یہی آپ کی والدہ کا
یہاں ہو چکا تھا نئے دِیں کا چرچا
ادھر قتل کے مشورے ہو رہے تھے
تو یثرب سے کچھ لوگ مکے میں پہنچے
ملے آپ سے اور وہ ایمان لائے
نبیؐ نے انہیں کچھ طریقے بتائے
طریقے جنہیں دینِ اسلام کہیے
بشر کے لیے رب کا پیغام کہیے
یہ اصحابؓ تعداد میں تھے پچھتر (۷۵)
ہوئی جن کو ایماں کی نعمت میسر
وہ سمجھے یہاں غم سے زخمی ہیں سینے
نہیں دیتے کافر مسلمان کو جینے
ان اصحابؓ نے دی ادب سے یہ دعوت
کہ یثرب میں تشریف لے آئیں حضرت
پیغمبر نے منظور کی یہ گزارش
یہ ایمان والوں کی تھی آزمائش
وہ تیرہ برس دے کے تعلیم دین کی
اٹھے ایک رات اور یثرب کی راہ لی

دیا چھوڑ مکہ، مدینہ بسایا
اس اقدام نے نام ہجرت کا پایا

سن اس وقت ان کا ترپن برس تھا
ہے ہجرت ہی آغاز اسلامی سن کا
مہاجر وہ کہلایا کی جس نے ہجرت
وہ انصار ہیں کی جنہوں نے اعانت
بنا شہر یثرب مدینہ نبی کا
یہاں آ کے ٹھہرا سفینہ نبی کا
بسا پھول کا رنگ و بو خار و خس میں
مسخر کیا کل عرب دس برس میں

بہت جلد پائی فرائض سے فرصت
تریسٹھ برس عمر تھی وقت رحلت

آخری نبیؐ

محمد خدا کے نبی آخری ہیں
خبر دی تھی پہلوں نے جس کی وہی ہیں
نہ بعد ان کے آئے گا کوئی نبی اب
نوید ان کے آنے کی دیتے رہے سب
بہت رحم دل تھے بہت نیک سیرت
کرم ان کی عادت لقب ان کا رحمت
جہاں میں ہیں رحم و کرم کے نشان یہ
سدا اس سبب سے رہے کامراں یہ

شفقت

گئے باہر اک دن نبی عید پڑھنے
حسین و حسن بھی تھے ہمراہ ان کے
نظر آئے رہ میں انہیں چند بچے
کھڑے دوڑتے کودتے، کھیلتے تھے
مگر ایک بچہ الگ سب سے بیٹھا
اداسی کی تصویر غربت کا پتلا
کیا پیار حضرت نے اور اس سے پوچھا
کہ رنجیدہ کیوں عید کے دن ہو بیٹا
وہ بولا کہ والد مرا مر چکا ہے
میری ماں نے عقد اور سے کرلیا ہے

نہیں اب کوئی جو مجھے دیکھے بھالے
مجھے اب خدا کے سوا کون پالے

نبی نے کہا یہ ہے منظور مجھ کو
محمد تیرا باپ ماں عائشہ ہو
بہن فاطمہ تیری اور تو ہو بھائی
ہو تجھ سے جہاں میں ہمیشہ بھلائی
نبی لے کے ساتھ اس کو گھر اپنے آئے
عزیز اپنے سب پاس اپنے بلائے
کہا عائشہ سے کہ خواہش پسر کی
بہت تھی تمہیں، سو ہوئی آج پوری
ہے بیٹا تمہارا یہ معصوم لڑکا
اسے کوئی پہناؤ اچھا سا جوڑا
جو کپڑے تھے اچھے حسینؓ و حسنؓ کے
وہ پہنائے لڑکے کو محبوبِ حق نے
لیا ساتھ انہیں اور گئے عید پڑھنے
مثال ایسی دنیا میں دیکھی کسی نے؟

اسے ماں کی الفت دی والد کی شفقت
بہن کی محبت بھی اور گھر کی راحت

آٹھ درھم کی برکت

تھے اک روز بازار میں شاہِ اکرم
لیے اپنے رومال میں آٹھ درھم
درم ان دنوں میں تھا رومہ کا سکہ
یہ سکہ تھا ملکِ عرب میں بھی چلتا
وہاں ایک عورت کھڑی رو رہی تھی
توجہ کسی نے نہ اس کی طرف کی
تو کیوں رو رہی ہے یہ پوچھا نبی نے
کہا آئی تھی میں کوئی چیز لینے
میں باندی ہوں بھیجا تھا مالک نے مجھ کو
مگر مجھ سے گم ہو گئے ہیں درم دو
دیئے دو درم اس کو شاہِ امم نے
روانہ ہوئے چھ درم لے کے آگے
قمیص اک پھر دو درم میں خریدی
رہے جیب میں اب درم چار باقی
چلے آگے تو اک مسلمان دیکھا
وہ بوڑھا تھا اور تھا بدن اس کا ننگا

وہ کہتا تھا جو مجھ کو پہنائے کپڑا
خدا اس کو پہنائے جنت میں حلہ

قمیص اس کو حضرت نے پہنا دی اپنی
اور اپنے لیے اک دوبارہ خریدی

ملی واپسی پر وہیں پھر وہ عورت
کھڑی روئے جاتی تھی پگلوں کی صورت

ہوئی بات کیا اب یہ پوچھا نبی نے
تو بولی کہ ڈرتی ہوں مالک سے اپنے

ہوئی دیر مجھ کو بہت گھر سے نکلے
مجھے اس خطا کی سزا سخت دینگے

نبی نے کہا جاؤ گھر کچھ نہ ہوگا
چلی وہ تو خود بھی چلے ساتھ مولا

نظر آئے اتنے میں انصار کے گھر
جہاں عورتیں جمع تھیں گھر سے باہر

نبی نے کہا بیبیو تم پہ رحمت
ہوئی اس وفادار باندی سے غفلت

سزا ہوگی تاخیر کی، ڈر تھا اس کو
معافی میرے واسطے اس کو دے دو

وہ بولیں یہ ہے آپ کو ساتھ لائی
غلامی سے ہم نے اسے دی رہائی

وہاں سے یہ کہتے ہوئے لوٹے حضرت
تھی ان آٹھ درموں میں بھی کتنی برکت

جو اک ڈرنے والے نے امن اس سے پایا
تو ان سے دو اشخاص نے جسم ڈھانپا

ہوئی ان کی برکت سے اور اک بھلائی
خلاصی غلامی سے باندی نے پائی

رحمت ہی رحمت

نہ کی زندگی میں کسی سے برائی
عدو کی بھی چاہی ہمیشہ بھلائی

لیا اپنا بدلہ نہ ہرگز کسی سے
وہ ہر وقت ہر شخص پر مہربان تھے

کبھی جانور پر بھی کرتے نہ سختی
ہر اک پر ہمیشہ کرم کی نظر تھی

وہ اک روز باہر کہیں جا رہے تھے
ہوئے کچھ صحابیؓ بھی ہمراہ ان کے

یونہی اک صحابیؓ کو رہ چلتے چلتے
نظر آئے اک گھونسلے میں دو انڈے

لیا ایک انڈا اٹھا بڑھ کے اس نے بہت پہنچی تکلیف چڑیا کو اس سے
اڑی تلملاتی ہوئی وہ سروں پر وہیں رکھ دو انڈا یہ بولے پیغمبر
صحابیؓ نے انڈا وہیں رکھ دیا جب
تو چڑیا کا دکھ درد جاتا رہا سب

حکایت

سنائی نبی نے انہیں اک حکایت کہ دوزخ میں آئی نظر ایک عورت
جو پوچھا کہ کیا جرم اس نے کیا ہے ملی اس قدر سخت جس کی سزا ہے
بتایا گیا کہ بلی کو اس نے کئی دن رکھا باندھ کر رسیوں سے
دیا اس کو ظالم نے پانی نہ کھانا
ہوئی بھوکی پیاسی عدم کو روانہ
اگر جانور ہو تھکا اور ماندہ سوار اس پہ ہوتے نہ رحمتؐ سراپا
چلا کرتے ساتھ اس کے وہ خود بھی پیدل مگر جانور کو نہ دکھ دیتے اک پل
یہ حکم ان کا ہے اہلِ ایمان کو از بر مویشی کو کھانے کو دو پیٹ بھر کر
کبھی بوجھ اس پر زیادہ نہ لادو
کرو رحم سب پر نہ دکھ دو کسی کو
نہ رحمت فقط جانداروں ہی پر تھی تھیں بے جان پر بھی نگاہیں کرم کی
دعا مانگتے تھے جو بارش کی خاطر تو یوں عرض کرتے تھے اے ذاتِ طاہر
پلا پانی بندوں کو چوپاؤں کو تو پلا بستیوں اور صحراؤں کو تو
کرم اپنا پھیلا، ملا ماء وطیں کو تو دے زندگی اپنی مردہ زمیں کو
ہمارے نبی وہ جہاں بھر کے ہادی دعا کرتے دیوار و در کے لیے بھی

عرب والوں پر ہی نہیں ان کی شفقت ہے سارے جہاں کے لیے ان کی رحمت
ہر ایک ملک سے ہر برس حج کی خاطر مسلمان مکے میں ہوتے ہیں حاضر

یہاں کے لیے ہے وہاں کے لیے ہے
یہ اسلام دونوں جہاں کے لیے ہے